



پنجتون معاشرے میں مروج ثقافتی سرگرمیوں اور اس میں داخلی و خارجی جہات و ثقافتی سرگرمیوں کا تعارفی، شرعی و اسلامی مطالعہ
An Introductory, Sharia and Islamic Study of the Cultural Activities Prevalent in Pukhtun Society and Its Internal and External Aspects and Cultural Activities

1. سلیم اللہ مسرور

پی ایچ ڈی اسکالر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز اینڈ شریعہ، ایم وائی یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان۔

2. ڈاکٹر صابر اللہ

اسسٹنٹ پروفیسر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز اینڈ شریعہ، ایم وائی یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان۔

Abstract

This study explores the cultural activities of the Pashtun society and examines them through the lens of Islamic teachings, focusing on the need for cultural reform and moderation. Pashtun culture is one of the oldest tribal and value-based social systems in South Asia, deeply rooted in traditions such as Pashtunwali, Jirga, hospitality (Melmastia), marriage customs, and communal rituals. While these practices define social identity and cohesion, they also require critical evaluation in light of Islamic principles. The purpose of this research was to analyze the compatibility between Pashtun cultural practices and Islamic teachings, identify areas of harmony and conflict, and propose a balanced framework for cultural reform. It also aims to emphasize the importance of moderation (Wasatiyyah) in shaping a culturally and religiously aligned society. The methodology used in this study was qualitative in nature, based on secondary sources. Data has been collected from books, academic journals, classical Islamic literature, anthropological studies, and relevant scholarly articles. The analytical approach focuses on comparing cultural norms with Quranic injunctions and Prophetic traditions to evaluate their religious acceptability. The findings reveal that many Pashtuns cultural practices, such as hospitality, collective decision-making through Jirga, respect for elders, and strong family structures, are largely consistent with Islamic ethical values. However, certain practices, including excessive ritualism in weddings, honor-based violence, and limitations on women's social rights, deviate from Islamic teachings and require reform. The study also finds that modernization, media influence, and globalization have significantly impacted traditional cultural patterns, creating both positive developments and challenges. Pashtun culture is a dynamic and evolving system that cannot be understood in isolation from religion and modern influences. Islam provides a comprehensive framework for cultural guidance that promotes balance, justice, and ethical refinement rather than cultural rejection. The study recommends that cultural practices should be aligned with Islamic principles of moderation, justice, and human dignity. It further suggests reforming traditional systems where necessary, promoting education, protecting women's rights, reducing un-Islamic rituals, and encouraging awareness through academic and religious institutions to achieve a balanced cultural identity in contemporary society.

Keywords: Pashtun Culture, Islamic Teachings, Cultural Reform, Moderation (Wasatiyyah), Pashtunwali, Jirga, Sharia.

پنجتون معاشرہ اپنی تاریخی، تہذیبی اور ثقافتی شناخت کے اعتبار سے ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ اس معاشرے کی ثقافتی سرگرمیوں پر محیط روایات، اقدار اور سماجی اصولوں کا مجموعہ ہے جو نسل در نسل منتقل ہوتی رہی ہیں۔ ان سرگرمیوں میں جرگہ سٹم، رواجی تقاریب، میلوں، شادی بیاہ کی رسومات، رقص و موسیقی اور مہمان نوازی جیسے عناصر نمایاں ہیں۔ یہ ثقافتی سرگرمیاں نہ صرف داخلی سماجی ہم آہنگی کو مضبوط کرتی ہیں بلکہ قبائلی اتحاد اور اجتماعی فیصلوں میں بھی بنیادی کردار ادا کرتی ہیں۔ خارجی سطح پر پنجتون ثقافت پر جدیدیت، عالمی میڈیا، تعلیم، اور دیگر معاشروں کے اثرات نمایاں طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ اثرات بعض اوقات مثبت تبدیلیوں کا



باعث بنتے ہیں جیسے تعلیم کا فروغ اور سماجی شعور میں اضافہ، جبکہ بعض اوقات روایتی اقدار کے لیے چیلنج بھی پیدا کرتے ہیں۔ شرعی اور اسلامی نقطہ نظر سے ان ثقافتی سرگرمیوں کا جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ ان میں موجود مثبت عناصر کو برقرار رکھا جائے اور غیر اسلامی یا غیر اخلاقی پہلوؤں کی اصلاح کی جاسکے۔ اسلام اعتدال، اخلاقی پاکیزگی اور معاشرتی انصاف کا درس دیتا ہے، لہذا پختون ثقافت کے وہ پہلو جو ان اصولوں سے ہم آہنگ ہیں وہ قابل تحسین ہیں جبکہ دیگر کی اصلاح ضروری ہے۔ اس مطالعہ کا مقصد ثقافت اور دین کے درمیان توازن کو سمجھنا اور ایک بہتر معاشرتی فریم ورک تشکیل دینا ہے۔ اس تحقیق کے مقاصد پختون ثقافت میں موجود اہم ثقافتی سرگرمیوں کا تجزیہ کرنا، داخلی و خارجی اثرات کا شرعی و اسلامی تناظر میں جائزہ لینا، مثبت اور منفی ثقافتی عناصر کی نشاندہی کرنا اور اسلام کے درمیان ہم آہنگی کو واضح کرنا ہے۔ یہ مقالہ معیاری تحقیق پر مبنی ہے، جس میں ثقافتی رجحانات اور سماجی رویوں کا گہرائی سے مطالعہ کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ثانوی مآخذ استعمال کیے گئے جن میں کتابیں، تحقیقی مقالے، جرائد، اسلامی لٹریچر، اور آن لائن معتبر علمی ذرائع شامل ہیں۔

پختون معاشرے کا تعارف اور ثقافتی پس منظر

پختون معاشرہ جنوبی ایشیا کی ایک قدیم اور منظم سماجی و ثقافتی اکائی ہے جو بنیادی طور پر پختون نسل سے تعلق رکھنے والے لوگوں پر مشتمل ہے۔ یہ معاشرہ زیادہ تر افغانستان اور پاکستان کے خیبر پختونخوا، بلوچستان اور قبائلی علاقوں میں پایا جاتا ہے۔ پختون معاشرے کی بنیاد زبان، تاریخ، قبائلی نظام اور مشترکہ اقدار پر قائم ہے۔ اس کی سب سے بڑی خصوصیت اس کی مضبوط روایتی شناخت اور "پختون ولی" کے اصول ہیں جو سماجی زندگی کے ہر پہلو کو منظم کرتے ہیں۔ مشہور مؤرخین کے مطابق پختون معاشرہ ایک ایسی قبائلی ساخت رکھتا ہے جس میں غیرت، مہمان نوازی اور آزادی بنیادی اقدار شمار ہوتی ہیں۔ مارگریٹ کوک کے مطابق:

"Pashtun society is deeply rooted in tribal codes that regulate social honor and collective responsibility."¹

تاریخی طور پر پختون ثقافت نے وسطی ایشیا، ایران اور برصغیر کی تہذیبوں سے اثرات قبول کیے ہیں، جس کے نتیجے میں ایک منفرد ثقافتی امتزاج وجود میں آیا۔ اس معاشرے میں جرگہ نظام، یعنی اجتماعی مشاورت کے ذریعے فیصلے کرنا، صدیوں سے رائج ہے۔ اس حوالے سے ولیم ڈیلمار لکھتے ہیں:

"The Jirga remains one of the oldest surviving indigenous systems of conflict resolution in the region."²

پختون معاشرے کا ثقافتی پس منظر مذہب اسلام سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ اسلام کی آمد کے بعد پختون روایات میں اخلاقی اور دینی رنگ مزید نمایاں ہوا۔ زیادہ تر سماجی اصول اسلامی تعلیمات جیسے انصاف، سچائی، بھائی چارہ اور حیا سے ہم آہنگ ہیں۔ تاہم بعض علاقائی رسومات وقت کے ساتھ ساتھ اسلام سے پہلے کی روایات کے اثرات بھی ظاہر کرتی ہیں، جن کا شرعی تجزیہ ضروری سمجھا جاتا ہے۔ پختون ثقافت میں موسیقی، رقص (اتمز)، شادی بیاہ کی رسومات، اور مہمان نوازی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ مہمان کو عزت دینا اس معاشرے کی پہچان ہے۔ اس حوالے سے روبرٹ نکلسن لکھتے ہیں:

"Hospitality among Pashtuns is not merely social custom but a sacred obligation."³

پختون معاشرہ اپنی تاریخی جڑوں، قبائلی ساخت اور مضبوط سماجی اقدار کی وجہ سے ایک منفرد شناخت رکھتا ہے۔ اس معاشرے کی بنیاد اجتماعی نظم، روایتی قانون اور اخلاقی اصولوں پر قائم ہے جو صدیوں کے سماجی ارتقاء کا نتیجہ ہیں۔ پختونوں کی اکثریت پشتو زبان بولتی ہے جو نہ صرف رابطے کا ذریعہ ہے بلکہ ان کی ثقافتی شناخت کا اہم ستون بھی ہے۔ پشتو ادب، شاعری اور لوک کہانیاں اس معاشرے کی فکری اور جذباتی زندگی کی عکاسی کرتی ہیں۔ تاریخی طور پر پختون معاشرہ مختلف تہذیبوں کے سنگم پر واقع ہونے کی وجہ سے یونانی، ایرانی، وسطی ایشیائی اور جنوبی ایشیائی اثرات کا حامل رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی ثقافت میں تنوع کے ساتھ ساتھ ایک مضبوط مقامی رنگ بھی پایا جاتا ہے۔ سرافولف کیر وکے مطابق:

¹ Margaret Cook, Tribal Societies of South Asia (London: Oxford University Press, 2008), Vol. 2, p. 114

² William Delmar, Conflict and Tradition in Afghanistan (New York: Cambridge University Press, 2010), p. 203

³ Robert Nicholson, Ethnography of the Pashtuns (Karachi: Heritage Press, 2012), p. 89

"The Pashtuns represent a society where ancient tribal traditions have survived the pressures of modern civilization."¹

پختون معاشرے میں "پختون ولی" ایک ایسا غیر تحریری ضابطہ ہے جو فرد کی سماجی زندگی کو منظم کرتا ہے۔ اس میں چند بنیادی اصول شامل ہیں جیسے: ننواتے (معافی اور پناہ دینا)، میلستیا (مہمان نوازی)، غیرت و وقار، اور بدلہ (انصاف یا رد عمل)۔ یہ اصول معاشرتی توازن برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بعض ماہرین کے مطابق یہ نظام ایک سماجی اخلاقی فریم ورک فراہم کرتا ہے جو ریاستی قوانین سے بھی زیادہ مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ پختون ثقافت میں جرگہ سسٹم کو خاص اہمیت حاصل ہے جو تنازعات کے حل کاروائی طریقہ ہے۔ اس میں بزرگ افراد اجتماعی مشاورت سے فیصلے کرتے ہیں۔ یہ نظام نہ صرف انصاف کی فراہمی کا ذریعہ ہے بلکہ معاشرتی ہم آہنگی کو بھی برقرار رکھتا ہے۔ ایڈورڈ زینر لکھتے ہیں:

"The Jirga system reflects a deeply embedded indigenous democratic tradition among Pashtun tribes."²

پختون معاشرے کی سماجی زندگی میں خاندان کو بنیادی اکائی کی حیثیت حاصل ہے۔ مشترکہ خاندانی نظام، بزرگوں کی عزت، اور خواتین کا روایتی کردار اس معاشرے کے اہم پہلو ہیں۔ اگرچہ جدید دور میں خواتین کی تعلیم اور روزگار میں اضافہ ہوا ہے، لیکن روایتی ڈھانچہ اب بھی مضبوطی سے قائم ہے۔ ثقافتی طور پر پختون معاشرے میں شادی بیاہ کی رسومات انتہائی اہم ہیں۔ ان رسومات میں موسیقی، اتسار قص، اور اجتماعی دعوتیں شامل ہوتی ہیں۔ یہ تقریبات نہ صرف خوشی کا اظہار ہیں بلکہ سماجی تعلقات کو مضبوط کرنے کا ذریعہ بھی ہیں۔ مہمان نوازی کو پختون ثقافت میں ایک مقدس فریضہ سمجھا جاتا ہے، اور مہمان کو عزت دینا ایک اخلاقی ذمہ داری تصور کی جاتی ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے پختون ثقافت کا تجزیہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اس کے کئی پہلو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ ہیں، خصوصاً اخلاقی اقدار جیسے صداقت، غیرت، سخاوت اور انصاف۔ تاہم بعض رسومات میں مبالغہ آرائی یا غیر ضروری سختیاں بھی پائی جاتی ہیں جنہیں اسلامی اصولوں کی روشنی میں بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ علامہ ابن خلدون کے مطابق:

"Customs and traditions shape societies, but they must always be evaluated in the light of rational and ethical principles."³

جدید دور میں پختون معاشرہ تیزی سے تبدیلی کے عمل سے گزر رہا ہے۔ تعلیم، شہری زندگی، میڈیا اور عالمی رابطوں نے اس کے ثقافتی ڈھانچے پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ نوجوان نسل اب روایتی اور جدید اقدار کے درمیان توازن تلاش کر رہی ہے۔ یہ تبدیلی ایک طرف ترقی کی علامت ہے تو دوسری طرف ثقافتی شناخت کے تحفظ کا چیلنج بھی پیش کرتی ہے۔ پختون معاشرہ ایک متحرک اور ارتقاء پذیر سماجی نظام ہے جو اپنی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس کی ثقافتی قوت اس کی اجتماعی روح، اخلاقی اقدار اور اسلامی تعلیمات سے وابستگی میں پوشیدہ ہے۔

پختون معاشرے میں مروج ثقافتی سرگرمیوں کی اقسام

پختون معاشرہ ایک قدیم، مضبوط اور روایتی ثقافتی شناخت رکھنے والا معاشرہ ہے جس میں مختلف سماجی، مذہبی اور قبائلی سرگرمیاں صدیوں سے رائج ہیں۔ ان سرگرمیوں کی بنیاد اجتماعی زندگی، قبائلی نظام، اور اخلاقی اقدار پر قائم ہے۔ پختون ثقافت نہ صرف افغانستان اور خیبر پختونخوا بلکہ جنوبی ایشیا کی بڑی تہذیبی روایت کا حصہ ہے۔ اس معاشرے کی ثقافتی سرگرمیوں میں فرد کی ذاتی زندگی سے لے کر اجتماعی فیصلوں تک ہر سطح پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ سراوٹ کیر وکے مطابق:

¹ Sir Olaf Caroe, The Pathans: 550 BC-AD 1957 (London: Macmillan, 1958), p. 22)

² Edward Zener, Customary Law in Tribal Societies (Oxford: Clarendon Press, 2011), p. 176

³ Ibn Khaldun, Muqaddimah (Cairo: Dar al-Fikr, 2005), p. 89



"Pashtun life is a structured system of customs where culture governs behavior more strongly than formal law."¹

یہی وجہ ہے کہ پختون معاشرے میں ثقافتی سرگرمیاں صرف تفریح نہیں بلکہ سماجی نظم و ضبط کا بنیادی ذریعہ بھی ہیں۔ جرگہ پختون ثقافت کا سب سے اہم ادارہ ہے جو تنازعات کے حل، فیصلوں اور اجتماعی مشاورت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس میں علاقے کے بزرگ افراد مل کر فیصلے کرتے ہیں۔ جرگہ نظام صدیوں پرانا ہے اور آج بھی قبائلی اور دیہی علاقوں میں موثر کردار ادا کرتا ہے۔ ڈاکٹر لوئس ڈوپری کے مطابق:

"The Jirga represents an indigenous form of participatory justice deeply rooted in Pashtun tradition."²

یہ نظام انصاف، مفاہمت اور امن قائم رکھنے کا ایک غیر رسمی مگر موثر ذریعہ ہے۔ پختون ولی وہ غیر تحریری ضابطہ ہے جو پختون معاشرے کے تمام سماجی رویوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس میں غیرت، میلستیا، ننواتے، بدلہ اور انصاف جیسے اصول شامل ہیں۔ یہ ضابطہ فرد کی شخصیت اور معاشرتی کردار کو متعین کرتا ہے۔ ڈاکٹر بارفیلڈ لکھتے ہیں:

"Pashtunwali is not merely a code of conduct; it is the moral backbone of Pashtun society."³

یہ اصول پختون معاشرے میں عزت اور وقار کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔ پختون معاشرے میں مہمان نوازی کو انتہائی مقدس حیثیت حاصل ہے۔ کسی بھی مہمان کو عزت دینا، کھانا پیش کرنا اور اس کی حفاظت کرنا اخلاقی فرض سمجھا جاتا ہے۔ روبرٹ ٹکسن کے مطابق:

"Hospitality among Pashtuns is a sacred duty that transcends social and economic status."⁴

یہ روایت پختون ثقافت کی پہچان ہے اور اسے عالمی سطح پر بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔ پختون معاشرے میں شادی ایک اہم ثقافتی سرگرمی ہے جس میں کئی روایتی رسومات شامل ہوتی ہیں جیسے نکاح، جہیز، دعوت، اتنزر قص، اور موسیقی۔ شادی کی تقریبات کئی دنوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ایڈورڈ ویسٹ مارک کے مطابق:

"Marriage ceremonies in tribal societies are not personal events but collective cultural expressions."⁵

یہ رسومات معاشرتی تعلقات کو مضبوط کرتی ہیں۔ اتنزر پختون ثقافت کا روایتی رقص ہے جو خوشی کے مواقع پر کیا جاتا ہے۔ اس میں دائرے کی شکل میں اجتماعی رقص کیا جاتا ہے جو اتحاد اور ہم آہنگی کی علامت ہے۔ موسیقی اور لوک گیت بھی اس ثقافت کا اہم حصہ ہیں۔ سرولیم جونز کے مطابق:

"Dance in tribal societies reflects collective identity and emotional unity."⁶

پختون معاشرہ اسلامی تعلیمات سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ نماز، روزہ، حج، میلاد اور دیگر مذہبی سرگرمیاں ان کی زندگی کا حصہ ہیں۔ مساجد نہ صرف عبادت بلکہ سماجی اجتماع کا مرکز بھی ہیں۔ علامہ ابن خلدون کے مطابق:

"Religion forms the foundation of social cohesion in tribal societies."⁷

پختون معاشرے میں مختلف علاقائی میلوں اور تہواروں کا انعقاد کیا جاتا ہے جو ثقافتی شناخت کو مضبوط کرتے ہیں۔ ان میں فصلوں کے تہوار، عیدین اور علاقائی اجتماعات شامل ہیں۔ پختون معاشرے میں کبڈی، بزکشی (افغانستان میں)، اور مقامی کھیلوں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ سرگرمیاں جسمانی طاقت اور مقابلہ بازی کی علامت

¹ Sir Olaf Caroe, The Pathans: 550 BC–AD 1957, p. 34

² Louis Dupree, Afghanistan (Princeton: Princeton University Press, 1980), p. 251

³ Thomas Barfield, Afghanistan: A Cultural and Political History (Princeton: Princeton University Press, 2010), p. 67

⁴ Robert Nicholson, Ethnography of Tribal Societies, p. 92

⁵ Edward Westermarck, Marriage Ceremonies in Tribal Cultures (London: Routledge, 1926), p. 118

⁶ William Jones, Cultural Anthropology of Asia (Oxford: Oxford University Press, 1999), p. 143

⁷ Ibn Khaldun, Muqaddimah, p. 102

ہیں۔ پختون معاشرے کا سماجی ڈھانچہ قبائل پر مشتمل ہوتا ہے جن کی اپنی شناخت اور روایات ہوتی ہیں۔ ہر قبیلہ اپنے قوانین اور بزرگوں کے فیصلوں کے تحت چلتا ہے۔ جدید دور میں تعلیم، میڈیا اور گلوبلائزیشن نے پختون ثقافت پر گہرے اثرات ڈالے ہیں۔ ایک طرف ترقی اور شعور میں اضافہ ہوا ہے جبکہ دوسری طرف روایتی اقدار کو چیلنج بھی ملا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق ثقافت وہی قابل قبول ہے جو اخلاقی، سماجی انصاف اور دینی اصولوں کے مطابق ہو۔ بعض رسومات کی اصلاح ضروری ہے تاکہ وہ شریعت کے مطابق ہو جائیں۔

ثقافتی سرگرمیوں کی داخلی جہات: خاندان، قبیلہ اور علاقائی روایات

پختون ثقافت کی داخلی بنیاد کا سب سے مرکزی تصور پختونولی ہے۔ پختونولی کوئی تحریری آئین نہیں بلکہ غیر تحریری اخلاقی ضابطہ ہے جو صدیوں سے زبانی روایت، خاندانی تربیت، قبائلی تعامل، جرگہ، حجرہ، شاعری، ضرب الامثال اور روزمرہ روایوں کے ذریعے منتقل ہوتا آیا ہے۔ یہ ضابطہ بتاتا ہے کہ پختون کے نزدیک عزت کیا ہے، مہمان کے حقوق کیا ہیں، عورت اور خاندان کی حرمت کا مقام کیا ہے، دشمنی اور صلح کے اصول کیا ہیں، قبیلے کے اندر برابری اور بزرگوں کے احترام کا توازن کیسے قائم رہتا ہے، اور فرد اپنی ذات کو اجتماعی معیار کے سامنے کیسے پیش کرتا ہے۔ اکبر ایس احمد کے مطابق:

"پختونولی کے مرکزی پہلوؤں میں تربوری، یعنی پدری رشتہ داروں / چچا زادوں کے درمیان رقابت، اور تور، یعنی عورت کی عزت و حرمت کا تحفظ، اہم حیثیت رکھتے ہیں۔"¹

داخلی جہت میں سب سے پہلے زبان کا عنصر آتا ہے۔ پختون صرف اظہار کا ذریعہ نہیں بلکہ پختون اجتماعی شعور کا گھر ہے۔ پختون میں پختونولی، نواتے، جرگہ، حجرہ، غیرت، بدل، میلستیا، سیالی، تربوری اور ناموس جیسے الفاظ محض لغوی معنی نہیں رکھتے بلکہ ایک مکمل ثقافتی تاریخ اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ اسی لیے "پشتوکول" یا "پشتو کرنا" صرف زبان بولنے کا عمل نہیں بلکہ ایک اخلاقی عمل ہے؛ یعنی پختون معیار کے مطابق باعزت رویہ اختیار کرنا۔ ریزہ پاک کے الفاظ میں:

"ڈونگ پشتو کا مطلب عزت کے ساتھ عمل کرنا ہے۔ زبان کے اندر محفوظ کہاوتیں، ٹپے، لند، داستانیں اور رزمیہ اشعار پختون معاشرے کے داخلی تجربات کو نسل در نسل منتقل کرتے ہیں۔"²

خاندان اور قبیلہ پختون ثقافت کی بنیادی سماجی اکائیاں ہیں۔ پختون فرد اپنی شناخت کو صرف ذاتی نام سے نہیں بلکہ خاندان، خیل، قبیلہ، علاقہ اور نسبی سلسلے سے جوڑتا ہے۔ نسبی شعور پختون معاشرے میں سیاسی، سماجی اور اخلاقی تعلقات کی بنیاد بنتا ہے۔ اکبر ایس احمد نے قبائلی پختون معاشرے کو پدر نسبی، نسبتاً مساوات پسند اور قطاعی / segmentary / نظام کے طور پر دیکھا ہے، جہاں قبائلی حدود، جغرافیائی حدود اور رشتہ داری کے دائرے ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں۔ اس داخلی ساخت کا ایک پہلو یہ ہے:

"فرد اپنے قبیلے سے طاقت، تحفظ اور شناخت حاصل کرتا ہے، مگر اسی قبیلے کے اندر رقابت، غیرت اور سیالی کے دباؤ بھی برداشت کرتا ہے۔"³

حجرہ پختون ثقافت کا نہایت اہم داخلی ادارہ ہے۔ حجرہ صرف بیٹھک یا مہمان خانہ نہیں بلکہ مردانہ سماجی تربیت، مشورہ، مہمان داری، موسیقی، قصہ گوئی، سیاسی گفتگو اور اجتماعی فیصلوں کا مرکز رہا ہے۔ پختون دیہات میں حجرہ نوجوانوں کو بزرگوں کی صحبت، آدابِ مجلس، مہمان کے احترام، گفتگو کے قرینے، قبیلوی تاریخ اور اجتماعی ذمہ داری کا سبق دیتا تھا۔

اکبر ایس احمد کے مطابق:

"اکبر ایس احمد نے پختون قبائلی معاشرے کی تین بڑی علامتوں میں حجرہ، توپک اور جرگہ کو شمار کیا ہے، جن کے ذریعے مردانہ وقار، تحفظ اور

اجتماعی اختیار کا اظہار ہوتا ہے۔ اگرچہ جدید شہری زندگی نے حجرے کے روایتی کردار کو کمزور کیا ہے، پھر بھی اس کا تصور پختون اجتماعی زندگی

میں موجود ہے۔"⁴

¹ اکبر ایس احمد، پختون اکانومی اینڈ سوسائٹی: ٹریڈیشنل اسٹرکچر اینڈ آکنامک ڈویلپمنٹ این اے ٹرانس سوسائٹی (لندن: رولینج اینڈ کیگن پال، 1980ء)، 3

² لٹزر ریزہ پاک، ڈونگ پشتو: پشتونولی ایز دی آئیڈیل آف آنرا بل-بیسویز اینڈ ٹرانس بل لائف امنگ دی پشتونز (کابل: افغانستان اینالسٹس نیٹ ورک، 2011ء)، 1-2

³ اکبر ایس احمد، پختون اکانومی اینڈ سوسائٹی، 12-13

⁴ اکبر ایس احمد، پختون اکانومی اینڈ سوسائٹی، 6



جرگہ پختون ثقافت کا سیاسی اور عدالتی ادارہ ہے۔ یہ ریاستی عدالت کا متبادل نہیں بلکہ روایتی اجتماعی مشورے کا نظام ہے، جس میں بزرگ، بااثر افراد، فریقین کے نمائندے اور بعض اوقات مذہبی شخصیات شامل ہو کر تنازع کے حل کی کوشش کرتے ہیں۔ جرگہ کا مقصد صرف فیصلہ سنانا نہیں بلکہ فریقین کے درمیان سماجی توازن بحال کرنا ہے۔ نام گزبرگ جرگہ کو پختونولی کے اندر ایک ایسے نیم قانونی نظام کا حصہ قرار دیتے ہیں جو رسمی ریاستی قانون کے ساتھ کبھی تعاون اور کبھی تصادم کی حالت میں رہتا ہے۔ ان کے الفاظ میں پختونولی ایک proto-legal system بھی ہے۔

"جرگہ کے اندر برابری، کھلی گفتگو، اجتماعی دانش اور مصالحت بنیادی اصول سمجھے جاتے ہیں، اگرچہ جدید تنقید یہ بھی بتاتی ہے کہ عورتوں، کمزور طبقوں اور جدید قانونی حقوق کے حوالے سے جرگہ ہمیشہ مثالی نہیں رہا۔"¹

جرگہ پختون معاشرے کا ایک اہم سماجی و عدالتی ادارہ ہے جس کی بنیاد برابری اور مشاورت پر رکھی گئی ہے، جہاں ہر فرد کو اپنی رائے پیش کرنے کا موقع دیا جاتا ہے اور فیصلے کھلی گفتگو کے ذریعے طے پاتے ہیں۔ اس نظام میں اجتماعی دانش کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے، یعنی بزرگوں اور اہل تجربہ افراد کی آراء کو یکجا کر کے ایسا حل نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے جو معاشرتی ہم آہنگی اور امن کو برقرار رکھے۔ مصالحت جرگہ کا بنیادی مقصد ہوتا ہے، اس لیے تنازعات کو طول دینے کے بجائے فریقین کے درمیان صلح کروانے کو ترجیح دی جاتی ہے۔ تاہم جدید دور میں اس نظام پر تنقید بھی کی جاتی ہے، خاص طور پر اس حوالے سے کہ جرگہ کے فیصلے ہمیشہ خواتین، نچلے طبقوں یا کمزور افراد کے حقوق کا مکمل تحفظ نہیں کر پاتے۔ بعض اوقات روایتی سوچ اور سماجی دباؤ کی وجہ سے انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوتے اور جدید قانونی اصولوں سے انحراف دیکھنے میں آتا ہے۔ اسی لیے آج کے دور میں یہ بحث جاری ہے کہ جرگہ جیسے روایتی اداروں کو کس طرح اصلاحات کے ذریعے زیادہ منصفانہ اور ہم عصر تقاضوں سے ہم آہنگ بنایا جاسکتا ہے۔

"میلستیا یا مہمان نوازی پختون ثقافت کی روشن ترین داخلی قدر ہے۔ پختون معاشرے میں مہمان خدا کی رحمت سمجھا جاتا ہے، خواہ وہ اپنا ہویا

اجنبی۔ مہمان کو کھانا، جگہ، تحفظ اور عزت دینا میزبان کے وقار کا حصہ ہے۔ مشہور کہاوت ہے There is no khan without a dastarkhan؛ یعنی دسترخوان کے بغیر خان نہیں۔"²

میلستیا، یعنی مہمان نوازی، پختونولی کی ایک نہایت درخشنا اور بنیادی قدر ہے جو پختون معاشرت کے اخلاقی حسن کو نمایاں کرتی ہے۔ پختون روایت میں مہمان کو محض ایک فرد نہیں بلکہ خدا کی رحمت اور برکت سمجھا جاتا ہے، اس لیے اس کی خدمت کو ایک مذہبی و اخلاقی فریضہ تصور کیا جاتا ہے۔ چاہے مہمان قریبی رشتہ دار ہو یا بالکل اجنبی، اس کے ساتھ یکساں عزت و احترام اور خلوص کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ میزبان اپنی استطاعت سے بڑھ کر مہمان کی خاطر مدارت کرتا ہے، اسے بہترین کھانا پیش کرتا ہے، رہائش فراہم کرتا ہے اور اس کی جان و مال کے تحفظ کی ذمہ داری بھی قبول کرتا ہے۔ اس عمل کو نہ صرف ذاتی سخاوت بلکہ سماجی وقار اور عزت کا معیار سمجھا جاتا ہے۔ حقیقی عزت اور سرداری کا دار و مدار دولت یا طاقت پر نہیں بلکہ فیاضی اور مہمان نوازی پر ہے۔ یوں میلستیا پختون معاشرے میں محبت، اخوت اور انسان دوستی کی ایک زندہ علامت کے طور پر جلوہ گر ہوتی ہے۔ گزبرگ کے مطابق:

"ایسے معاشروں میں جہاں ریاستی عمل کمزور ہو، سماج اپنے تنازعات کے حل کے لیے متبادل ادارے پیدا کرتا ہے۔"³

غیرت، ناموس اور تور پختون ثقافت کے داخلی اخلاقی تصورات ہیں۔ نہ فرد اور گروہ کی عزت ہے؛ غیرت اس عزت کے لیے حساسیت ہے؛ ناموس خاندان، عورت، زمین اور گھر کی حرمت سے وابستہ ہے؛ اور تور عورت کی پاک دامنی اور خاندانی وقار سے متعلق تصور ہے۔ یہ عناصر پختون معاشرے میں وقار، خودداری، شجاعت اور تحفظ کا ذریعہ بنتے ہیں، لیکن جب انہیں سخت پدر سری تعبیر میں بند کر دیا جائے تو عورتوں کی آزادی، تعلیم اور حقوق کے لیے رکاوٹ بھی بن سکتے ہیں۔ اکبر الیس احمد کے مطابق:

"پختون سیاسی اور سماجی زندگی میں پچازاد قابت ایک بنیادی محرک ہے، جو طاقت اور حیثیت کی کشش پیدا کرتی ہے۔"⁴

¹ نام گزبرگ، این اکنامک انٹرپرائزیشن آف دی پختونولی (حکاگو: یونیورسٹی آف شکاگولا اسکول، 2011ء)، ص 2

² نیٹھل اسٹریٹجک اسٹڈیز، پختونولی: دی وے آف دی پختونز، 2023

³ نام گزبرگ، این اکنامک انٹرپرائزیشن آف دی پختونولی، 6-7

⁴ اکبر الیس احمد، پختون اکانومی اینڈ سوسائٹی، 6

یہ رقابت کبھی مقابلے، سیالی، سخاوت اور شجاعت کو بڑھاتی ہے، اور کبھی دشمنی، مقدمہ بازی اور تشدد کو جنم دیتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پختون ثقافت میں داخلی اتحاد اور داخلی مقابلہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اسلام پختون ثقافت کا انتہائی اہم داخلی اور خارجی دونوں نوعیت کا عنصر ہے۔

ثقافتی سرگرمیوں کی خارجی جہات: جدیدیت، میڈیا اور بیرونی اثرات

پختون خطہ افغانستان اور پاکستان کے درمیان پہاڑوں، دروں، وادیوں، سرحدوں اور تجارتی راستوں پر پھیلا ہوا ہے۔ خیبر، بولان، کرم، گول، وزیرستان، سوات، قندھار، ننگرہار، پشاور، کوئٹہ اور دیگر علاقے تاریخ میں لشکروں، تاجروں، صوفیوں، مہاجرین اور ریاستوں کی گزرگاہ رہے ہیں۔ اس جغرافیے نے پختون ثقافت میں آزادی، مزاحمت، مہمان نوازی، اسلحہ شناسی، تجارت، نقل مکانی اور سرحدی شعور کو تقویت دی۔ پہاڑی اور قبائلی زندگی نے ایک طرف خود مختاری کا مزاج پیدا کیا، دوسری طرف مرکزی ریاستوں کے ساتھ مسلسل کشمکش بھی پیدا کی۔ افغان سلطنت، مغل، سکھ، برطانوی راج، پاکستانی ریاست، افغان ریاست، قبائلی انتظام، سرحدی قوانین اور جدید قومی ریاستوں نے پختون ثقافت کو مسلسل متاثر کیا۔ اکبر ایس احمد کے مطابق:

"قبائلی زندگی بڑی ریاستی قوتوں کی طرف سے گرفت، گھیراؤ اور انضمام کی کوششوں کے مقابل اپنی حدود برقرار رکھنے کی جدوجہد کرتی رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پختون ثقافت میں ریاستی قانون اور قبائلی عرف کے درمیان تعلق کبھی تعاون، کبھی مزاحمت اور کبھی مفاہمت کی شکل اختیار کرتا ہے۔"¹

برطانوی نوآبادیاتی تجربہ پختون ثقافت کی خارجی تشکیل میں بہت اہم رہا۔ سرحدی پالیسی، فوجی مہمات، سیاسی ایجنسیاں، الاؤنسز، ملکانہ نظام، فرنٹیر کرانز ریگولیشن اور ڈیورنڈ لائن نے پختون علاقوں کی سیاسی زندگی کو بدل دیا۔ نوآبادیاتی طاقت نے پختونوں کو کبھی "جنگجو نسل" کے طور پر پیش کیا، کبھی سرحدی محافظ، کبھی خطرہ، اور کبھی اتحادی کے طور پر استعمال کیا۔ اس خارجی نظریے نے پختون ثقافت کے بعض پہلوؤں، خاص طور پر غیرت، اسلحہ، بدلہ اور قبائلیت کو نمایاں کیا، مگر شاعری، روحانیت، مہمان داری، عورت کی آواز، تجارت، زراعت اور شہری پختون زندگی کو کم اہمیت دی۔ جدید تحقیق کے لیے ضروری ہے کہ پختون ثقافت کو نوآبادیاتی stereotype سے آزاد کر کے اندرونی تنوع کے ساتھ سمجھا جائے۔ افغانستان میں جنگ، ہجرت اور عالمی سیاست نے پختون ثقافت پر گہرا اثر ڈالا۔ سوویت جنگ، خانہ جنگی، طالبان کا عروج، نانن الیون کے بعد جنگ، ڈرون حملے، بے گھری، مہاجر کیپ، سرحدی بندشیں اور عسکریت پسندی نے پختون معاشرے کے روایتی اداروں کو متاثر کیا۔ ریزہ پاک کے مطابق:

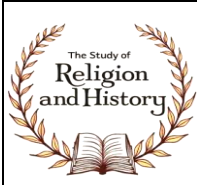
"جدید افغانستان میں پختونوں کی اہمیت کا کوئی ایک عمومی جواب نہیں دیا جاسکتا، کیونکہ قبائلی زندگی کے رسمی اور تنظیمی پہلو بہت بدل چکے ہیں، اگرچہ اقدار کا نظام پوری طرح ختم نہیں ہوا۔ اس تبدیلی نے حجرہ، جرگہ، مشران کی حیثیت، مقامی معیشت، عورتوں کی زندگی، تعلیم اور نوجوانوں کی شناخت کو نئی شکل دی ہے۔"²

نقل مکانی اور شہری زندگی بھی پختون ثقافت کی خارجی جہت کے اہم عناصر ہیں۔ کراچی، لاہور، اسلام آباد، راولپنڈی، کوئٹہ، پشاور، دہلی، سعودی عرب، قطر، برطانیہ، یورپ اور امریکہ میں پختون آبادیوں نے اپنی ثقافت کو نئے معاشی اور سماجی ماحول میں ڈھالا۔ شہری پختون کے لیے قبیلہ اب بھی شناخت کا ذریعہ ہے، مگر روزگار، تعلیم، مارکیٹ، سیاسی جماعت، میڈیا اور ریاستی ادارے بھی شناخت کی تشکیل میں شریک ہو گئے ہیں۔ دیہی حجرے کی جگہ شہری فلیٹ، دکان، ہوٹل، ٹرانسپورٹ اڈہ، طلبہ تنظیم، سوشل میڈیا گروپ یا کمیونٹی ایسوسی ایشن لے سکتی ہے۔ اس کے باوجود زبان، خوراک، شادی، غم، مہمان داری، علاقائی رشتہ اور پشتو موسیقی کے ذریعے ثقافتی تسلسل باقی رہتا ہے۔ تعلیم اور میڈیا نے پختون ثقافت کو اندر سے بھی بدلا اور باہر سے بھی۔

پختون ثقافت کی خارجی جہت میں ہمسایہ ثقافتوں کے ساتھ تعامل بھی شامل ہے۔ فارسی، دری، ہندکو، پنجابی، بلوچی، اردو، ترک، عرب اور وسطی ایشیائی اثرات نے پختون خوراک، زبان، لباس، موسیقی، مذہبی تعبیرات اور شہری آداب کو متاثر کیا۔ پشاور، قندھار، کابل، کوئٹہ اور ڈیرہ اسماعیل خان جیسے مراکز مختلف ثقافتوں کے ملاپ کی جگہ رہے ہیں۔ اسی وجہ سے پختون ثقافت کو جامد یا خالص بند نظام سمجھنا غلط ہے، یہ ہمیشہ سے تبادلوں، مزاحمت، قبولیت اور رد عمل کے عمل سے گزرتی رہی ہے۔ اس کا داخلی مرکز مضبوط ہے، مگر اس کی خارجی سرحدیں ہمیشہ متحرک رہی ہیں۔ آخر میں کہا جاسکتا ہے کہ پختون ثقافت ایک طرف پختونوں کی زبان، قبیلہ، حجرہ، جرگہ، میلستیا،

¹ اکبر ایس احمد، پختون اکانومی اینڈ سوسائٹی، 6-7

² لٹریچر، ڈونگ، پشتو، 20-21



نوائے، نژدہ، غیرت، لندہ، اتن، رباب، لباس اور دسترخوان جیسے داخلی عناصر سے بنتی ہے؛ دوسری طرف جغرافیہ، ریاست، نوآبادیات، جنگ، ہجرت، شہری زندگی، تعلیم، میڈیا، عالمی سیاست اور ہمسایہ ثقافتوں کے خارجی اثرات سے مسلسل بدلتی رہتی ہے۔

"اکبر ایس احمد نے پختونولی کو پختونیت کا "very core and essence" قرار دیا ہے، مگر یہی core تاریخ کے ہر دور میں نئے حالات سے

مکالمہ بھی کرتا رہا ہے۔"¹

اکبر ایس احمد کے مطابق پختونولی پختونیت کی "very core and essence" یعنی اس کی اصل روح اور بنیادی جوہر ہے، جس کے بغیر پختون شناخت کو مکمل طور پر سمجھنا ممکن نہیں۔ پختونولی دراصل وہ اخلاقی، سماجی اور ثقافتی اصولوں کا مجموعہ ہے جو پختون معاشرے کی بنیاد تشکیل دیتا ہے اور افراد کے رویوں، فیصلوں اور اجتماعی زندگی کو منظم کرتا ہے۔ تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ اصول جامد یا غیر متغیر ہیں۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں جب بھی نئے سماجی، سیاسی یا معاشی حالات سامنے آئے، تو پختونولی نے ان تبدیلیوں کے ساتھ مکالمہ کیا اور اپنے اندر جزوی پلک پیدا کی۔ بعض روایات برقرار رہیں جبکہ بعض میں وقت کے تقاضوں کے مطابق تبدیلی آئی۔ اس طرح پختونولی ایک طرف اپنی بنیادی روح کو قائم رکھتی ہے اور دوسری طرف وقت کے ساتھ ہم آہنگ بھی ہوتی رہتی ہے۔ یہی خصوصیت اسے ایک زندہ اور متحرک ثقافتی نظام بناتی ہے جو ماضی کی جڑوں سے جڑا ہونے کے باوجود حال اور مستقبل کے مسائل سے بھی مسلسل گفتگو کرتا رہتا ہے۔ اس لیے پختون ثقافت کو نہ صرف غیرت اور جنگ کے محدود ذرائع سے دیکھنا چاہیے اور نہ صرف رومانوی مہمان داری کے طور پر؛ بلکہ اسے ایک زندہ تہذیبی نظام کے طور پر سمجھنا چاہیے جس میں عزت، محبت، مزاحمت، شاعری، مذہب، خاندان، سیاست، جمالیات اور تبدیلی سب ایک ساتھ موجود ہیں۔

پختون ثقافتی سرگرمیوں کا شرعی و اسلامی جائزہ

پختون ثقافت ایک قدیم، مضبوط اور مذہبی طور پر حساس معاشرتی نظام ہے جس میں مختلف روایتی سرگرمیاں صدیوں سے رائج ہیں۔ ان سرگرمیوں میں جرگہ، پختون ولی، میلستیا، شادی بیاہ کی رسومات، اتزر قص، اور قبائلی فیصلے شامل ہیں۔ اسلام کی آمد کے بعد ان سرگرمیوں میں دینی رنگ بھی شامل ہوا، تاہم بعض پہلو ایسے بھی ہیں جن کا شرعی تجزیہ ضروری ہے تاکہ اسلامی اصولوں کے مطابق ان کی اصلاح کی جاسکے۔ اسلامی نقطہ نظر سے ثقافت بذات خود ممنوع نہیں بلکہ اس کا دار و مدار اس کے مواد اور عمل پر ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اور ہم نے تمہیں مختلف قوموں اور قبائل میں بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔"²

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ ثقافتی تنوع اسلام میں قابل قبول ہے، بشرطیکہ وہ اخلاقی حدود کے اندر ہو۔ پختون ولی ایک غیر تحریری ضابطہ ہے جو غیرت، نوائے، میلستیا، بدلہ اور جرگہ جیسے اصولوں پر مشتمل ہے۔ یہ ضابطہ معاشرتی نظم قائم رکھتا ہے لیکن اس کے بعض پہلو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ نہیں ہو سکتے۔ اسلام میں انصاف کا معیار واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"عدل کرو، یہی تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔"³

پختون ولی میں "بدلہ" کا تصور بعض اوقات انتقامی تشدد کو جنم دیتا ہے، جو اسلام کے "قصاص" کے اصول سے مختلف ہے کیونکہ اسلام میں عدالتی نظام کے ذریعے انصاف فراہم کیا جاتا ہے نہ کہ ذاتی انتقام کے ذریعے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر ویلفریڈ کیٹن کے مطابق:

"Tribal codes often operate parallel to Islamic law, sometimes complementing it and sometimes contradicting it."⁴

جرگہ پختون ثقافت کا مرکزی ادارہ ہے جو تنازعات کے حل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسلامی اعتبار سے مشاورت (شوری) ایک اہم اصول ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

¹ اکبر ایس احمد، پختون اکاؤمی اینڈ سوسائٹی، 7

² القرآن: 49/13

³ القرآن: 5/8

⁴ Wilfred C. Keane, Tribal Law and Islam in South Asia (Oxford University Press, 2011), p. 145



"اور ان کے معاملات باہمی مشاورت سے طے ہوتے ہیں۔"¹

جرگہ اگر انصاف، عدل اور قرآن و سنت کے اصولوں کے مطابق فیصلے کرے تو یہ اسلام کے مشاورتی اصول سے ہم آہنگ ہو سکتا ہے۔ تاہم اگر جرگہ خواتین کے حقوق یا کمزور طبقات کے ساتھ ناانصافی کرے تو یہ شرعاً قابل اعتراض ہو گا۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"Any customary practice that contradicts clear Islamic injunctions must be reformed or rejected."²

پختون ثقافت میں مہمان نوازی کو انتہائی اہم مقام حاصل ہے۔ رابرٹ نیکولسن لکھتے ہیں:

"Hospitality in tribal cultures often becomes a moral obligation that aligns closely with Islamic ethics."³

لہذا میلستیا مکمل طور پر اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے بشرطیکہ اس میں اسراف اور غیر ضروری نمود و نمائش شامل نہ ہو۔ پختون معاشرے میں شادی ایک اہم ثقافتی تقریب ہے جس میں کئی روایتی رسومات شامل ہوتی ہیں۔ اسلام شادی کو سادہ، باہرکت اور آسان بنانے کی تلقین کرتا ہے۔ بعض پختون رسومات جیسے جہیز کی بھاری مانگ، غیر ضروری موسیقی، اور اسراف اسلام کے اصولوں کے خلاف ہیں۔ تاہم نکاح، ولیمہ اور خوشی کا اظہار اسلامی طور پر جائز ہے۔ اتنے پختون ثقافت کا روایتی رقص ہے جو اجتماعی خوشی کے مواقع پر کیا جاتا ہے۔ اسلامی فقہ میں موسیقی اور رقص کے بارے میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے:

"اور کچھ لوگ لغو باتوں کو خریدتے ہیں تاکہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے بھڑکائیں۔"⁴

کچھ علماء کے مطابق وہ موسیقی اور رقص جو فحاشی یا غیر اخلاقی حرکات پر مشتمل نہ ہو، بعض حدود کے اندر جائز ہو سکتا ہے، جبکہ دیگر علماء اسے مکمل طور پر ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔ پختون ثقافت میں غیرت اور ناموس کو بہت اہمیت حاصل ہے، لیکن بعض اوقات یہ جذبات تشدد اور انتقام کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جو اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔ غیرت کا وہ تصور جو عدل اور قانون سے ہٹ کر تشدد کو جنم دے، اسلامی طور پر قابل قبول نہیں۔ پختون معاشرے میں خواتین کا کردار تاریخی طور پر محدود رہا ہے، لیکن اسلام نے خواتین کو تعلیم، وراثت اور سماجی حقوق دیے ہیں۔ قرآن کہتا ہے:

"مردوں کے لیے بھی وہ حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے بھی وہ حصہ ہے جو انہوں نے کمایا۔"⁵

لہذا وہ ثقافتی روایات جو خواتین کے بنیادی حقوق سے متصادم ہوں، اسلام میں قابل قبول نہیں۔ اسلام ثقافت کو مکمل طور پر رد نہیں کرتا بلکہ اسے اخلاقی اصولوں کے تابع کرتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ پختون ثقافت میں موجود غیر اسلامی عناصر کی اصلاح کی جائے جبکہ مثبت عناصر کو برقرار رکھا جائے۔ جدید دور میں میڈیا، تعلیم اور عالمی رابطوں نے ثقافتی سرگرمیوں کو متاثر کیا ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ثقافت کو اسلامی اصولوں کے مطابق جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ثقافتی اصلاح اور اعتدال کی ضرورت

ثقافت کسی بھی معاشرے کی پہچان ہوتی ہے، جو اس کے رسم و رواج، اقدار، زبان، اور سماجی رویوں سے تشکیل پاتی ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے ثقافت بذات خود قابل رد یا قابل قبول نہیں بلکہ اس کا انحصار اس کے اخلاقی، دینی اور انسانی معیار پر ہوتا ہے۔ اسلام ایک ایسا جامع دین ہے جو نہ صرف عبادات بلکہ معاشرت، معیشت اور ثقافت کے ہر پہلو کو منظم کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

¹ القرآن: 38/42

² Ibn Taymiyyah, Majmu' al-Fatawa (Riyadh: Dar al-Wafa, 1995), Vol. 28, p. 512

³ Robert Nicholson, Ethnography of Tribal Ethics, p. 91

⁴ القرآن: 6/31

⁵ القرآن: 32/4

"ہم نے تمہیں ایک امت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔"¹

یہ آیت اسلامی اعتدال (Moderation) کی بنیاد ہے، جو ہر ثقافتی سرگرمی کے لیے رہنما اصول فراہم کرتی ہے۔ اسلام ثقافت کو مکمل طور پر ختم نہیں کرتا بلکہ اسے اصلاح کے ذریعے بہتر بناتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے عربی معاشرت کی کئی روایات کو برقرار رکھا لیکن ان میں موجود غلط عناصر کو ختم کیا۔ امام الغزالی فرماتے ہیں:

"Islam does not abolish customs; it refines them according to moral and divine principles."²

یہ اصول ظاہر کرتا ہے کہ اسلامی تعلیمات ثقافتی اصلاح پر زور دیتی ہیں نہ کہ مکمل رد پر۔ اسلام میں اعتدال ایک بنیادی اصول ہے۔ ہر عمل میں میانہ روی کو پسند کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"اور کھاد پو مگر اسراف نہ کرو، بے شک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"³

اسلام میں نہ سختی قابل قبول ہے اور نہ غیر ضروری آزادی، بلکہ توازن ضروری ہے۔ ہر معاشرہ وقت کے ساتھ تبدیلی سے گزرتا ہے۔ بعض ثقافتی روایات وقت کے ساتھ اپنے اصل مقصد سے ہٹ جاتی ہیں۔ اسلام ان روایات کو قبول کرتا ہے جو اخلاقی اور دینی اصولوں سے مطابقت رکھتی ہوں اور باقی کی اصلاح کرتا ہے۔ تھامس آرنلڈ لکھتے ہیں:

"Islamic civilization historically transformed existing cultural patterns rather than destroying them."⁴

کچھ ثقافتی عناصر ایسے ہوتے ہیں جو اسلامی اصولوں سے متصادم ہوتے ہیں، جیسے:

- 1- فضول خرچی اور اسراف
- 2- خواتین کے حقوق کی پامالی
- 3- غیر ضروری رسومات
- 4- تشدد یا انتقامی رویے
- 5- غیر اخلاقی موسیقی یا رقص

قرآن کہتا ہے:

"بے شک اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔"⁵

شادی ایک سماجی اور دینی عمل ہے، لیکن کئی معاشروں میں اسے پیچیدہ اور مہنگا بنا دیا گیا ہے۔ لہذا شادی کی ثقافتی رسومات کو آسان اور سادہ بنانا اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے۔ جرگہ جیسے روایتی نظام اگر انصاف اور شریعت کے مطابق ہوں تو قابل قبول ہیں، لیکن اگر وہ انسانی حقوق یا اسلامی اصولوں کے خلاف ہوں تو ان کی اصلاح ضروری ہے۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"Any customary law that contradicts divine law must be corrected."⁶

اسلام نے خواتین کو مکمل حقوق دیے ہیں، جبکہ بعض ثقافتی روایات میں ان کے حقوق محدود کیے جاتے ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے:

¹ القرآن: 2/143

² Al-Ghazali, Ihya Ulum al-Din (Cairo: Dar al-Ma'arif, 2001), Vol. 2, p. 76

³ القرآن: 7/31

⁴ Thomas W. Arnold, The Preaching of Islam (London: Constable, 1913), p. 45

⁵ القرآن: 17/27

⁶ Ibn Taymiyyah, Majmu' al-Fatawa, Vol. 28, p. 512

"اور عورتوں کے لیے بھی وہی حقوق ہیں جو ان پر فرائض ہیں۔"¹

ملک بنی لکھتے ہیں:

"The decline of societies begins when women are deprived of their rightful social role."²

اسلام میں تفریح کی اجازت ہے لیکن اس کی حدود مقرر ہیں۔ اگر موسیقی یا رقص فحاشی یا غیر اخلاقی عناصر پر مشتمل ہو تو وہ قابل قبول نہیں۔ قرآن میں ہے:

"اور کچھ لوگ لغو باتوں کو اختیار کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے ہٹا دیں۔"³

جدید میڈیا نے ثقافتی اقدار کو تیزی سے تبدیل کیا ہے۔ بعض اوقات یہ تبدیلی مثبت ہوتی ہے، جیسے تعلیم اور شعور، لیکن بعض اوقات یہ اخلاقی بگاڑ کا باعث بھی بنتی ہے۔

Manuel Castells لکھتے ہیں:

"Global media reshapes cultural identities, often challenging traditional values."⁴

اسلامی اصلاح کا مقصد ثقافت کو ختم کرنا نہیں بلکہ اسے بہتر بنانا ہے۔

قرآن کہتا ہے:

"اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔"⁵

یہ آیت اصلاح اور توازن دونوں کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ اعتدال معاشرے میں امن، انصاف اور استحکام پیدا کرتا ہے۔ جب ثقافت اور دین میں توازن ہوتا ہے تو معاشرہ

ترقی کرتا ہے۔ جدید دور میں ثقافتی چیلنجز درج ذیل ہیں:

1- گلوبلائزیشن

2- مغربی ثقافتی اثرات

3- سوشل میڈیا

4- مذہبی اور ثقافتی تصادم

یہ تمام عوامل ثقافتی اصلاح کی ضرورت کو مزید بڑھاتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات ہمیں ایک واضح راستہ دیتی ہیں:

1- اچھے عناصر کو برقرار رکھنا

2- غلط عناصر کی اصلاح

3- اعتدال اپنانا

4- انصاف قائم رکھنا

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ثقافتی اصلاح ایک مسلسل عمل ہے جو ہر معاشرے کے لیے ضروری ہے۔ اسلام ثقافت کو رد نہیں کرتا بلکہ اسے اخلاقی اور دینی اصولوں کے

مطابق ڈھالتا ہے۔ اعتدال اسلامی تہذیب کی روح ہے، اور یہی اعتدال ایک متوازن، پر امن اور ترقی یافتہ معاشرے کی ضمانت دیتا ہے۔

نتائج تحقیق

اس تحقیق سے یہ واضح ہوا ہے کہ پختون معاشرے کی ثقافتی سرگرمیاں ایک مضبوط سماجی و اخلاقی نظام پر مبنی ہیں جو صدیوں سے اپنی روایتی شناخت برقرار رکھے ہوئے

ہے۔ تحقیق کے مطابق پختون ثقافت میں جڑ گہ، پختون ولی، میلستیا، شادی بیاہ کی رسومات، آئینہ اور قبائلی نظم و ضبط بنیادی عناصر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ تمام سرگرمیاں

¹ القرآن: 2/228

² Malik Bennabi, The Quranic Phenomenon (Algeria: El Fikr Press, 2004), p. 133

³ القرآن: 31/6

⁴ Manuel Castells, The Power of Identity (Oxford: Blackwell, 1997), p. 112

⁵ القرآن: 16/90

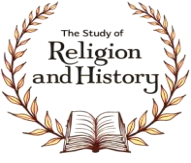
نہ صرف سماجی تعلقات کو مضبوط کرتی ہیں بلکہ معاشرتی امن اور ہم آہنگی کو بھی فروغ دیتی ہیں۔ پختون ثقافت کی بیشتر سرگرمیاں اسلامی اصولوں سے بڑی حد تک ہم آہنگ ہیں، خاص طور پر مہمان نوازی، انصاف، صداقت، اور اجتماعی مشاورت جیسے اصول اسلام کے بنیادی اخلاقی نظام سے مطابقت رکھتے ہیں۔ قرآن و سنت میں موجود شوریٰ اور عدل کے اصول جو کہ نظام سے کسی حد تک مشابہت رکھتے ہیں، جو اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ مقامی ثقافت اور اسلامی تعلیمات میں مکمل تضاد نہیں بلکہ ہم آہنگی کے امکانات موجود ہیں۔ بعض ثقافتی روایات جیسے انتقامی رویے، بعض غیر ضروری رسومات، اور بعض مواقع پر خواتین کے حقوق کی محدودیت اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہیں۔ یہ پہلو اصلاح اور اعتدال کے متقاضی ہیں تاکہ ثقافت کو دین کے بنیادی اصولوں کے مطابق ڈھالا جاسکے۔ جدید دور کے اثرات، جیسے میڈیا، تعلیم، شہری زندگی اور عالمی رابطے، نے پختون ثقافت کو تبدیل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس تبدیلی کے نتیجے میں کچھ مثبت اثرات جیسے شعور اور تعلیم میں اضافہ ہوا ہے، جبکہ کچھ منفی اثرات جیسے روایتی اقدار کی کمزوری بھی دیکھنے میں آئی ہے۔ پختون ثقافت ایک زندہ اور متحرک نظام ہے جو اسلامی تعلیمات کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر مزید بہتر اور متوازن سماجی ڈھانچہ تشکیل دے سکتی ہے۔

تجاربہ اور سفارشات

- 1- ثقافتی سرگرمیوں کو اسلامی اصولوں (قرآن و سنت) کی روشنی میں بہتر اور متوازن بنایا جائے۔
- 2- جرگہ نظام میں شفافیت، انصاف اور جدید قانونی اصولوں کو شامل کیا جائے تاکہ کمزور طبقات کے حقوق محفوظ رہ سکیں۔
- 3- شادی بیاہ اور دیگر تقریبات میں فضول خرچی اور غیر ضروری رسومات کو کم کیا جائے۔
- 4- خواتین کی تعلیم، سماجی شرکت اور حقوق کو اسلامی تعلیمات کے مطابق فروغ دیا جائے۔
- 5- میڈیا اور تعلیمی اداروں کے ذریعے مثبت ثقافتی اقدار کو اجاگر کیا جائے اور منفی رجحانات کی حوصلہ شکنی کی جائے۔
- 6- نوجوان نسل کو ثقافت اور دین کے درمیان اعتدال اور توازن کی تعلیم دی جائے تاکہ وہ جدید دور کے چیلنجز کا بہتر مقابلہ کر سکیں۔

حوالہ جات

- 1- اکبر ایس احمد، پختون اکانومی اینڈ سوسائٹی: ٹریڈیشنل اسٹرکچر اینڈ اکنامک ڈویلپمنٹ ان اے ٹرانسپارینٹ سوسائٹی (لندن: رولینج اینڈ کیگن پال، 1980ء)
- 2- ٹام گزبرگ، این اکنامک انٹرپرائزیشن آف دی پشٹونولی (شکاگو: یونیورسٹی آف شکاگو لائبریری، 2011ء)
- 3- لٹریز ہاک، ڈوونگ پشٹو: پشٹونولی ایز دی آئیڈیل آف آنراہیل بیسیویٹر اینڈ ٹرانسپارینٹ لائف اننگ دی پشٹونز (کابل: افغانستان اینالسٹس نیٹ ورک، 2011ء)
- 4- نیشنل اسٹریٹجک اسٹڈیز، پشٹونولی: دی وی آف دی پشٹونز، 2023
- 5- Al-Ghazali, Ihya Ulum al-Din (Cairo: Dar al-Ma'arif, 2001)
- 6- Edward Westermarck, Marriage Ceremonies in Tribal Cultures (London: Routledge, 1926)
- 7- Edward Zener, Customary Law in Tribal Societies (Oxford: Clarendon Press, 2011)
- 8- Ibn Khaldun, Muqaddimah (Cairo: Dar al-Fikr, 2005)
- 9- Ibn Taymiyyah, Majmu' al-Fatawa (Riyadh: Dar al-Wafa, 1995)
- 10- Louis Dupree, Afghanistan (Princeton: Princeton University Press, 1980)
- 11- Malik Bennabi, The Quranic Phenomenon (Algeria: El Fikr Press, 2004)
- 12- Manuel Castells, The Power of Identity (Oxford: Blackwell, 1997)
- 13- Margaret Cook, Tribal Societies of South Asia (London: Oxford University Press, 2008)
- 14- Robert Nicholson, Ethnography of the Pashtuns (Karachi: Heritage Press, 2012)
- 15- Sir Olaf Caroe, The Pathans: 550 BC-AD 1957 (London: Macmillan, 1958)
- 16- Thomas Barfield, Afghanistan: A Cultural and Political History (Princeton: Princeton University Press, 2010)

	THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY Vol.4, No.1, 2026	ISSN P: 3006-3329 ISSN E: 3006-3337
---	---	--

- 17- Thomas W. Arnold, The Preaching of Islam (London: Constable, 1913), p. 45)
- 18- Wilfred C. Keane, Tribal Law and Islam in South Asia (Oxford University Press, 2011)
- 19- William Delmar, Conflict and Tradition in Afghanistan (New York: Cambridge University Press, 2010)
- 20- William Jones, Cultural Anthropology of Asia (Oxford: Oxford University Press, 1999)